بحث ونظر

سلسلہ نمبر ۳

از مولانا محمد شہاب الدین ندوی

حیات ثانی کے عقیدے پر "کلوننگ" کی شہادت

انسان نے یہ تجربہ کرکے مادیت کی تردید اور اسلامی عقیدے کی تصدیق کی ہے

"کلوننگ کے بارے میں "الحق" نے سلسلہ مضامین شروع کیا ہے اور اہل علم وفکر کو شرعی نقطۂ نظر سے اظہار خیال کی دعوت دی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ تیسرا مضمون نئے گوشوں کی نشاندہی کررہی ہے اور موضوع پر تحقیقانہ، محققانہ سائنسی وشرعی اظہار خیال کی دعوت دی جاتی ہے۔

(ادارہ)

انسان جب ایک بار مرکر مٹی میں مل جائے گا اور اس کے سارے اجزاء وعناصر بکھر کر ختم ہوجائیں گے تو کیا اسے دوبارہ زندہ کیا جانا ممکن ہے؟ تو دورقدیم سے لے کر اب تک وہ تمام قومیں اور وہ تمام لوگ جو خدا اوراس کی قدرت پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ اس حقیقت کانہایت شدومد کے ساتھ انکارکرتے رہے ہیں۔ اور ملحدین ومادہ پرست تو اسے مذہبی خرافات اور انسانی ذہن کی اختراع قراردیتے رہے ہیں۔ کہ یہ سب باتیں عقل وفہم سے بعیدترہیں جو کسی بھی طرح صحیح نہیں ہوسکتیں۔ وقوع قیامت ایک اٹل صداقت۔

لیکن اب "کلوننگ" (CLONING) یعنی غیرازدواجی عمل کے ذریعہ کسی خلیہ (CELL) سے مصنوعی طور پر کسی جانور کا ہم شکل پیداکرنے کے کامیاب تجربے نے وقوع قیامت کے موقع پر انسان کے دوبارہ اپنی ہوبہو شکل میں زندہ کئے جانے کے عقیدہ کی ناقابل تردید شہادت فراہم کردی ہے۔ اس تجربے کے اغراض ومقاصد خواہ کچھ بھی ہوں، مگر اس حیرت انگیز مظاہرہ کے بعد ایک ملحد سے ملحد بھی وقوع قیامت اور حیات ثانی کا انکار کرنے کی جرات نہیں کر سکے گا۔ اب کسی کو بھی عقیدہ قیامت کی صحت وصداقت میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوسکتا۔ یہ وہ عظیم انکشاف ہے جس نے تمام انسانوں کو انگشت بدنداں کردیا ہے۔

اب انسانوں کی کاشت کی جائے گی۔

وقوع قیامت پر سب سے زیادہ انکار خودسائنس دانوں اور سائنس زدہ لوگوں ہی کو تھا کہ انسان جب مرجائے گا تو پھر اس کو دوبارہ زندہ کیا جانا کسی بھی طرح ممکن نہیں ہوسکتا۔ اور وہ اسے ایک خدافاتی عقیدہ قرار دیتے تھے۔ مگر اب اسکاٹ لینڈ کے ایک سائنس دان ڈاکٹر ایان ولمٹ نے بھیڑ کے ایک خلیہ کو لے کر لیبارٹری میں سائنسی تجربے کے ذریعہ مصنوعی طور پر ہوبہواس بھیڑ کا ایک "ہم شکل" (CLONE) برآمد کرکے ایک تہلکہ مچادیا ہے۔ بندروں اور مینڈکوں پر بھی اس قسم کے کامیاب تجربے کئے جاچکے ہیں۔ کلوننگ کے ذریعہ اب انسانوں کے بھی ہم شکل (بالکل جڑواں بھائیوں کی طرح) مصنوعی طور پر یعنی کسی لیبارٹری میں بغیر ازدواجی عمل کے پروان چڑھاکے اور پھر اسے کسی "کرائے کے رحم" میں منتقل کرکے برآمد کئے جاسکتے ہیں۔ اس طرح کہ وہ ایک دوسرے کی ہوبہوفوٹوکاپی ہوں گے اور ان دونوں میں رتی برابر بھی فرق نہ ہوگا۔ چنانچہ ایان ولمٹ کا کہنا ہے کہ سائنس صرف دوسال کے عرصے میں انسانی کلون (HUMAN CLON) یعنی کسی بھی انسان کا ہم شکل تیار کرنے میں کامیاب ہوسکتی ہے۔

مذکورہ بالا بھیڑکانام ڈالی رکھاگیاہے، اور اس کی عمر سات ماہ ہے۔ جب کہ اس کا خلیہ ساڑھے چھ سال پرانا ہے۔ یعنی اس خلیہ کو ساڑھے چھ سال پہلے حاصل کرکے اسے سائنسی طریقے سے محفوظ رکھاگیا تھا۔ بغیر ازدواجی عمل کے کسی خلیہ سے اس طرح کے ہم شکل مصنوعی طور پر برآمد کرنے کانام کلوننگ (CLONING) ہے۔ اور یہ عمل "جنیاتی انجینئرنگ" (Genetical Engineering) کے تحت وقوع میں آتا ہے۔ جوایک جدید علم ہے۔ مگر یہ ایک انتہائی مشکل اور مہنگا عمل ہے۔ اور اس طرح کے تجربوں پر لاکھوں ڈالر خرچ ہوجاتے ہیں۔

بحرحال اس طرح کے ظہوروارتکاب کے اخلاقی ومعاشرتی نتائج کیا ہوں گے ؟ اس موضوع پر علمی حلقوں میں گرماگرم بحث شروع ہوگئی ہے اور مذہبی حلقوں میں انسانوں پر اس قسم کے تجربات کئے جانے کی مذمت کی جارہی ہے۔ لہذا بہت سے ملکوں نے اس قسم کا تجربہ انسانوں پر کئے جانے پر پابندی عائد کردی ہے۔ مگر کب تک ؟

دنیائے حیات کا ایک بنیادی نظام :-

کسی بھی انسان کے صرف ایک خلیہ (سیل) سے اس کا ہم شکل برآمد کیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ ایک انسان کے ٹکڑے کرکے اس سے متعدد انسان پیدا کئے جاسکتے ہیں۔ یعنی اس کے

ہر ایک خلیہ سے ایک نیا انسان وجود میں لایا جاسکتا ہے۔ ایک انسان میں کھربوں کی تعداد میں خلیے ہوتے ہیں۔ یعنی اس کا گوشت پوست، خون، ہڈیاں اور بال سب کے سب نہایت درجہ ننھے خانوں کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ جو صرف خوردبین سے نظر آتے ہیں۔ دنیا بھر میں پائے جانے والے تمام حیوانات ونباتات میں بھی اسی طرح کا نظام پایا جاتا ہے۔ جس طرح کہ ایک عمارت بے شمار اینٹوں سے مل کر بنتی ہے۔ اسی طرح ایک انسان یا حیوان بھی لاتعداد خلیوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ہر خلیہ یا خانہ ایک ایسا یونٹ ہوتا ہے جو اپنی جگہ پر ایک مکمل فیکٹری کی طرح کام کرتا ہے۔ اور ان خلیوں میں زندگی سے بھرپور ایک متحرک مادہ پایا جاتا ہے۔ جسے اصطلاح میں پروٹوپلازم کہا جاتا ہے۔ اور اس میں متعدد چیزوں کے علاوہ ایک "موراثتی مادہ" بھی پایا جاتا ہے جسے "کروموسوم" اور ڈی این اے (DNA) کہتے ہیں۔ اس مادہ میں ہر نوع کی اپنی خصوصیات پائی جاتی ہے۔ مثلاً بکری ہے تو بکری کی خصوصیات، بندر ہے تو بندر کی خصوصیات اور انسان ہے تو انسان کی خصوصیات وغیرہ، اور یہ خصوصیات ماں باپ سے بچوں میں نسل درنسل منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ اسی بناء پر بچے رنگ روپ، چہرہ مہرہ اور عادات واطوار میں اکثروبیشتر ماں باپ کے مشابہ ہوتے ہیں۔ گویا کہ ہرایک خلیہ میں ایک پورے انسان کی "شبیہ" موجود رہتی ہے۔ ماں کے پیٹ میں بچے کا آغاز اس قسم کے دو خلیوں سے ہوتا ہے، جن میں سے ایک باپ کا دوسرا ماں کا ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں مل کر "جفتہ" (یک جان) ہوجاتے ہیں۔ پھر یہ جفتہ اپنی بڑہوتری میں "جراثیمی نظام" کی طرح نشوونما پاتا ہے۔ یعنی خلیہ نشوونما پاتے ہوئے بیس سے تیس منٹ کے اندرخود بخود ٹوٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہوتا رہتا ہے۔ اس طرح بڑھتے بڑھتے ماں کے پیٹ میں ۱۲۰ دن میں مکمل جنین کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔

خدائی تخلیق کی نقل:۔

اس لحاظ سے انسان نے اس "قانون قدرت" کا گہرائی کے ساتھ جائزہ لینے کے بعد ایک "واحد خلیے" کو لے کر یہی "عمل تخلیق" مصنوعی طور پر (ازدواجی عمل کے بغیر) انجام دینے کا طریقہ دریافت کرلیا ہے۔ مگر اس نے ایسا کر کے انجانے پن میں قیامت کے موقع پر انسان کے دوبارہ زندہ کئے جانے کے مذہبی عقیدے کی تصدیق وتائید کردی ہے۔ گویا کہ مادہ پرست سائنس دانوں نے اپنے ہی فعل کے ذریعہ غیر شعوری طور پر انبیائے کرام کی تعلیمات کو صحیح اور برحق ثابت کردیا ہے۔ چنانچہ کسی بھی انسان کے مرنے کے بعد اگر اس کا ایک بھی خلیہ (سیل) باقی رہ جائے تو

اب خود سائنٹفک نقطۂ نظر سے دوبارہ وہی انسان زندہ ہوسکتااورزندہ کیاجاسکتاہے۔ اب یہ کوئی انہونی یا ناممکن بات نہیں رہی۔

حدیث شریف کا ایک انکشاف:۔

اس سائنٹفک حقیقت کے ملاحظہ کے بعد اب بعض احادیث کا مطالعہ کیجئے تو اس سے حیات ثانی کے مسئلے پر ایک نئی روشنی پڑتی ہے۔ اور بعض نئے حقائق سامنے آتے ہیں۔ چنانچہ بعض احادیث میں صراحت کے ساتھ بتایاگیاہے کہ جب کوئی انسان مرجاتاہے تو اس کے سارے اعضاء مٹی میں مل کر ختم ہوجاتے ہیں، سوائے "دمچی" کے (دم کے سرے پر پائی جانے والی ایک ہڈی کے) جس کے ذریعہ دوبارہ تخلیق عمل میں آئے گی۔ (بخاری و مسلم) ایک دوسری حدیث میں بتایاگیاہے کہ وہ دمچی ایک رائی کے دانے کی طرح ہے۔ (فتح الباری)

اس سے مراد یہ ہے کہ بالکل ایک رتی سی چیزہوگی۔ راقم سطور چونکہ حیاتیات کاایک طالب علم ہے،اس لئے میں نے کافی غوروخوض کے بعد اس کا مصداق بڑی جرات کے ساتھ خلیہ(CELL) قراردیتے ہوئے اپنی بعض کتابوں میں اس پر تفصیلی بحث کی ہے۔ اور اب جدید انکشافات کی روشنی میں یہ بحث محکم بن گئی ہے۔ یعنی راقم سطور نے دس پندرہ سال پہلے اس بارے میں جو کچھ لکھا تھا وہ صحیح ثابت ہوچکاہے کہ ایک واحد خلیے سے دوبارہ اسی قسم کا انسان برآمد کیاجاسکتاہے۔ اس عتبارسے اب فکروفلسفہ کی دنیامیں ایک عظیم انقلاب آنے والاہے۔ جو اسلامی انقلاب ہوگا۔ اور یہ کوئی معمولی انقلاب نہیں ہے، بلکہ علمی وعقلی نقطۂ نظرسے ایک ایساعظیم الشان انقلاب ہے جو تمام فرسودہ افکارونظریات اور مادہ پرستانہ فلسفوں کو ہمیشہ کے لئے دفن کردینے کاباعث ہوگا۔

زندگی بعد الموت کا ایک نظارہ۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ ایک واحدخلیہ ایک لمبی مدت تک کس طرح زندہ رہ سکتاہے؟ تو اس مسئلے پر جدید تحقیقات کی روسے ایک نئی روشنی پڑگئی ہے۔ چنانچہ مختلف قسم کے جراثیم اور بیکٹیریا "یک خلوی" (واحدخلیے والے) ہوتے ہیں۔ اور وہ طبعی اعتبار سے ناسازگارحالات میں ہزاروں سال تک بظاہرمردہ رہ کر سازگار حالات میسر آنے پردوبارہ زندہ ہوسکتے ہیں۔ یہ ننھی منی مخلوق صرف خوردبین سے نظر آتی ہے اور ان کی مختلف قسمیں مٹی، پانی اور ہوا میں ہرجگہ پائی جاتی ہیں۔ جیساکہ اوپر عرض کیاجاچکا تمام حیوانات ونباتات میں اسی طرح کا یکساں "خلوی نظام" پایاجاتاہے۔ یعنی ہر جاندار خواہ وہ چھوٹاہویابڑا متعدداور کثیر خلیوں کا مجموعہ ہوتاہے۔ جراثیم ایک خلیے کے حامل

ہوتے ہیں۔ کیڑے مکوڑے سینکڑوں، ہزاروں خلیوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان سے بڑے جاندار لاکھوں کروڑوں خلیوں والے اور بڑے بڑے جاندار اربوں کھربوں خلیوں کے حامل ہوتے ہیں۔ جیسے انسان ، بکری اور شیروغیرہ ۔ غرض پوری " دنیائے حیات " میں یکساں قسم کا خلوی نظام پایاجاتاہے۔ اور حیاتیاتی اجسام میں " ٹوٹ پھوٹ " ہوتی رہتی ہے۔ یعنی نئے خلیے بنتے اور پرانے خلیے ختم ہوتے ہیں۔ انسان کا ایک خلیہ اپنی ہیئت میں جراثیم ہی کے مشابہ ہوتاہے، جو زندگی کی ایک اکائی (یونٹ) ہے۔

بہرحال جدید تحقیقات کے مطابق بعض جراثیم ہزاروں سال تک وزنی مٹی کے نیچے دبے رہنے اور بظاہر " مردہ " رہنے کے بعد جب انہیں سازگارحالات میسر آجائیں تو وہ دوبارہ زندہ ہوکر پھر سے نشوونما پانے لگتے ہیں۔ اس مدت میں یہ جراثیم " غنودگی " (DORMANCY) کے عالم میں ہوتے ہیں اور انہیں اسپور (SPORE) کہاجاتاہے (ملاحظہ ہوانسائیکوپیڈیابرٹانیکا : ۱۰/ ۸۹۳ مطبوعہ ۱۹۸۳ء)۔

مردے نیند کی حالت میں :-

حیات ثانی کی نوعیت پر یہ ایک بہت بڑی شہادت ہے، جو نہایت درجہ اہم ہے۔ گویاکہ خلاق عالم نے انسان کی بصیرت اور اس کی رہنمائی کے لئے اس عالم مادی میں قدم بہ قدم پر اسباق وبصائر کاایک دفتر سمودیاہے۔ غرض اس اعتبارسے اگر انسان کاایک بھی خلیہ (جو ایک جرثومے کے مشابہ ہوتاہے) زمین میں گلنے سڑنے سے محفوظ رہ جائے تو اس سے ہوبہوہی انسان دوبارہ جنم لے سکتاہے۔ گویاوہ بظاہر " مردہ " مگر " خوابیدہ " حالت میں ہوتاہے۔ چنانچہ قرآن اور حدیث کی تصریح کے مطابق جب قیامت کے موقع پر تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کیاجائے گا تو ہر شخص کو یہی محسوس ہوگا کہ گویا وہ اب تک سورہاتھا۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے :

" اور جب صور پھونکاجائے گا تو تمام لوگ اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑپڑیں گے اور کہیں گے کہ ہائے ہماری خرابی کہ ہم کو نیند سے کس نے جگادیا ؟ یہ تو وہی (سچی) بات ہے جس کا خدائے رحمان نے ہم سے وعدہ کیاتھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا وہ تو ایک زوردارآواز ہوگی، پھر سب کے سب ہمارے روبروحاضرہوجائیں گے (یٰس : ۵۱ - ۵۳)

خدائی تخلیق اور انسانی تخلیق :-

کلوننگ کے ذریعہ کسی جانور کاہم شکل پیداکرنے کے سلسلے میں موجودہ انسان نے جو

کامیابی حاصل کی ہے وہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک انتہائی مشکل اور دشوار عمل ہے۔ چنانچہ بھیڑ کے مذکورہ بالاہم شکل (کلون) کو تیار کرنے کے لئے تقریباً تین سو " جنینوں" (EMBRYOS) کو قربان کرنا پڑا۔ یعنی مسلسل تین سو بار یہ تجربہ کیا گیا، تب کہیں جاکر ایک تجربہ کامیاب ہوا۔ مگر خلاق عالم کے نزدیک اس قسم کا " اسراف" نہیں ہے۔ بلکہ محض اس کے ایک ہی حکم یا ڈائنٹ پر ساری مخلوق اٹھ کھڑی ہوجائے گی۔ جیسا کہ اوپر مذکورہ قرآنی آیات سے ظاہر ہو رہا ہے۔

پچھلے صفحات میں مذکورہ حدیث کے مطابق " دمچی" کے ذریعہ دوبارہ تخلیق کی جو بات کہی گئی ہے وہ محض انسان کی عبرت وبصیرت کی خاطر ہے۔ ورنہ خالق کائنات اس بات کا پابند نہیں ہے کہ ان مادی قوانین کے سہارے وہ اپنی قدرت کا مظاہرہ کرے۔ کیونکہ وہ ہر چیز کو عدم سے وجود میں لاتا ہے۔ لہذا اس کے لیے تو کسی چیز کے وقوع کے لیے بس اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ " ہوجا" اور وہ چیز ہوجاتی ہے۔

" اس کا معاملہ تو بس اس قدر ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرلیتا ہے تو اسے صرف اتنا کہنا ہوتا ہے کہ " ہوجا" اور وہ چیز ہوجاتی ہے۔ لہذا پاک ہے وہ ذات برتر جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی تکمیل ہے۔ اور تم سب اسی کے پاس لوٹائے جا رہے ہو"۔ (یٰس: ۸۲ - ۸۳)

ایک واحد خلیہ کے ذریعہ ایک مکمل جانور برآمد کرکے موجودہ انسان نے جو کامیابی حاصل کی ہے اس سے حیات ثانی کی نوعیت واضح ہوگئی، اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ انسان اس فعل کو بار بار دہرا سکتا ہے تو کیا خالق ارض وسما (جس نے اس کائنات اور اس کی ساری چیزوں کی تخلیق کی ہے) وہ اپنی تمام مخلوق کو دوبارہ وجود میں لانے سے عاجز رہ جائے گا؟ واقعہ یہ ہے کہ موجودہ سائنس دانوں نے کلوننگ کا کامیاب تجربہ کرکے عقیدہ قیامت کے صحت وسچائی پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے۔

واحد خلیہ سے تخلیق کا عمل انسان کے مشاہدہ میں ہر دن " جنین" کی شکل میں سامنے آرہا ہے۔ قیامت کے موقع پر بھی اس طرح واحد خلیہ سے ہر انسان کی دوبارہ تخلیق عمل میں آئے گی۔ اسی بناء پر فرمایا گیا ہے!

" تم اپنی پہلی زندگی سے واقف ہوچکے ہو، تو تم چونکتے کیوں نہیں ہو (کہ وہ تمھیں دوبارہ اسی طرح زندہ کرے گا)۔ (واقعہ: ۶۲)

کیا انسان خدا بن گیا؟

یہ تو ہوئی عقیدے کی بات ۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ آج کا انسان یہ حیرت انگیز مظاہرہ کرکے کیا خود خالق بن گیا ہے؟ جیسا کہ آج کل ہر طرف ایک شور اور ہنگامہ برپا ہوگیا ہے۔ کہ اس فعل سے گویا کہ خدا کی خدائی پر حرف آگیا ہے۔ تو یہ بات بالکل مہمل اور لایعنی ہے۔ اس سے خدا کی خدائی پر حرف آنا تو درکنار ہمارا عقیدہ خداوند قدوس کی ذات برتر پر اور زیادہ مضبوط ہوگیا ہے۔ کیونکہ انسانی کارنامہ اگرچہ ایک عجوبہ ضرور دکھائی دیتا ہے مگر وہ کسی بھی طرح "خلاف فطرت" نہیں ہے۔ کیونکہ سائنس دانوں نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ محض اصول فطرت کا مطالعہ و مشاہدہ کرکے انہی ضوابط کے تحت اس عمل کو دہرایا ہے۔ یعنی انہوں نے خدائی تخلیق کی نقل (کاپی) کی ہے۔ ہاں اگر انسان مردہ عناصر یا مٹی کو لے کر یہ کارنامہ انجام دیتا تو کوئی بات تھی۔ ظاہر ہے کہ اس نے محض خدائے عزوجل کے پیدا کردہ ایک "خلیہ" کو لے کر یہ عمل کیا ہے۔ جب انسان خلیہ کا خالق نہیں ہے تو پھر وہ اس کلوننگ کا بھی خالق نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا انسان خالق کے مقام و مرتبہ تک کسی بھی حال میں نہیں پہنچ سکتا۔ انسان کو زیادہ سے زیادہ "نقال" کہا جاسکتا ہے۔

قرآن کا ایک چیلنج :-

قرآن عظیم تو صاف صاف اور چیلنج کے ساتھ کہتا ہے کہ دنیا کے تمام انسان یا "معبودان باطل" مل کر ایک مکھی تک کی بھی تخلیق نہیں کرسکتے ۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔ "اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے غور سے سنو، جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کرسکتے، اگر چہ وہ سب کے سب اس مقصد کے لئے جمع ہوجائیں۔ (حج : ۷۳)

یہ مثال دور قدیم میں مشرکین کے معبودان باطل پر صادق آتی تھی۔ مگر آج یہ ان سائنس دانوں پر صادق آتی ہے جن کو عام انسان گویا مرتبہ خدائی پر فائز سمجھنے لگے ہیں۔ یعنی موجودہ عوام کا یہ "عقیدہ" بن چکا ہے کہ آج کا سائنس دان جو چاہے کرسکتا ہے ۔ لہٰذا دنیائے سائنس کو اگر یہ دعویٰ یا خوش فہمی ہو کہ وہ خالق کے مرتبے پر فائز ہوسکتی ہے تو اسے چاہئیے کہ وہ مردہ عناصر سے یہ کام انجام دے۔ جسے وہ کسی بھی حال میں انجام نہیں دے سکتی۔ لہٰذا اس پوری کائنات کا صرف ایک ہی خالق ہے اور ہمیشہ ایک ہی رہے گا۔ وہی ہے اللہ تمہارا رب، ہر چیز کا پیدا کرنے والا اس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں۔ لہٰذا تم کہاں بھکے جارہے ہو؟ (مومن : ۶۲)

خدائی تخلیق کو بگاڑنا ایک شیطانی عمل :-

بہرحال یہ عمل " تخلیقی عمل " تو نہیں بلکہ ایک " تخریبی عمل " ہے، جسے خدائی تخلیقات کو بگاڑنے کا عمل کہا جاسکتا ہے۔ اور اس حقیقت کا انکشاف خود خدائے علیم وخبیر نے یوم ازل ہی میں ابلیس کی زبانی اس طرح کرادیا تھا، جب کہ اسے ملعون ومردود قرار دے کر راندہ بارگاہ الٰہی قرار دیا گیا تھا۔ " میں انہیں حکم دوں گا تو وہ اللہ کی بنائی ہوئی خلقت کو بدل کر رہیں گے "۔ (نساء ۱۱۹)

پھر اس کے بعد مذکور ہے : " شیطان ان سے وعدے کرتا اور (جھوٹی) امیدیں دلاتا ہے اور شیطان محض جھوٹ موٹ کے وعدے کرتا ہے "۔ (نساء : ۱۲۰)

اس موقع پر قرآن مجید میں لفظ " غرور " استعمال کیا گیا ہے۔ جس کے معنٰی اصل عربی میں دھوکہ دینے اور جھوٹے وعدے کرنے کے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ فعل (تبدیل خلقت) پوری انسانیت کو دھوکہ دینے اور جھوٹے وعدے کرنے کے برابر ہے۔ اور اس فعل کے سنگین نتائج ضرور برآمد ہوکر رہیں گے، جس سے پوری نوع انسانی دوچار ہوگی۔

کلوننگ کے اخلاقی ومعاشرتی پہلو:۔

اب رہے اس سلسلے کے اخلاقی ومعاشرتی پہلو کہ اس عمل کے نتیجے میں جو نئے نئے سماجی مسائل اور پیچیدگیاں پیدا ہوجائیں گی ان کا حل کیا ہوگا؟ تو اس کا جواب دینا اور اس بحرانی دور کے مسائل حل کرنا ان ہی کی ذمہ داری ہوگی جو اس مذموم حرکت کے مرتکب ہوں گے اور جو انسانوں کو اشرف المخلوقات کے درجے سے نکال کر انتہائی پستی اور حیوانی سطح پر لانا چاہتے ہیں اور اپنے گندے اور ذلیل مقاصد کی بجا آوری کے لئے انسانوں کو بھی تختہ مشق بناکر اخلاقیات کے سارے حدود سے تجاوز کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اس لیے کہ آج کا انسان اپنے خالق ومالک اور معبود برحق کو بھول کر مادیات کی دنیا میں کھو گیا ہے۔ اور مادی کھلونوں ہی سے دل بہلا کر اپنی تسلی کرلینا چاہتا ہے۔ کیونکہ اس کی نظر میں سوائے مادہ کے اس کائنات میں کسی دوسری چیز یا کسی برتر ہستی کا وجود نہیں ہے، جس کے سامنے وہ جواب دہ ہوسکتا ہو۔ لہذا وہ من مانی پر اتر آیا ہے اور غیبی اشاروں کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنی آنکھیں پوری طرح موندلی ہیں۔ وہ روئے زمین پر اپنے آپ کو بالکل آزاد سمجھتا ہے اور چاہتا ہے کہ اسے کوئی نہ روکے اور کوئی اس کا ہاتھ نہ پکڑے۔

لیکن اب وقت آگیا ہے کہ وہ خدا، روح اور آخرت کے تصورات کو مزید نظرانداز نہیں کرسکے گا۔ کیونکہ اب اسلامی عقائد وتعلیمات کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہے۔ انشاء اللہ خدائے عظیم اپنے وجود برحق کے جلوے اسی طرح دکھاتا رہے گا۔

" ہم منکرین حق کو اپنی نشانیاں (علامات قدرت) انسان کے اندر اور باہر دکھا کے رہیں گے"۔
(حم سجدہ: ۵۳)

مادی فلسفوں کا خاتمہ :-

بہرحال " کلوننگ " کے ظہور کی وجہ سے فکرو فلسفے کی دنیا میں ایک عظیم انقلاب آنے والا ہے۔ جو مذہب کی حقانیت کو ثابت کرتے ہوئے تمام مادی۔ والحادی فلسفوں کو خس وخاشاک کی طرح بہا لے جائے گا۔ کیونکہ اب خود سائنس دانوں نے یہ کامیاب تجربہ کر کے ان تمام مادی فلسفوں کی کمر توڑ دی ہے جو مذہبی عقائد کو ایک ڈھکوسلہ قرار دیتے ہوئے اور محض " عقلیت " اور " تجربیت " کے ذریعہ حاصل ہونے والی " معلومات " کو بنیاد بنائے جانے کا نعرہ بلند کرتے ہوئے ادعا کرتے ہیں کہ جو علم محسوسات کے ذریعہ حاصل نہ ہو اس کی کوئی بنیاد نہیں ہو سکتی۔ لہذا وہ لائق اعتناء نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ مادیت (میٹیریلزم) عقلیت (ریشنلزم) مذہب سائنس (سائنٹزم) اور منطقی ایجابیت (لاجیکل پازیٹیوازم) وغیرہ اسی طرز فکر کی پیداوار ہیں۔ لیکن اب کلوننگ کے اس زبردست مظاہرہ کے بعد یہ تمام فلسفے آوٹ آف ڈیٹ قرار پاتے ہیں۔ کیونکہ اب مذہبی عقائد کی سچائی پوری طرح ظاہر ہو چکی ہے۔ اور ثابت ہو گیا کہ علم صرف وہی نہیں ہے جو محسوسات سے حاصل ہوتا ہو۔ بلکہ علم وہ بھی ہے جو وحی والہام سے حاصل ہوتا ہے۔ کیا یہ ایک حیرت انگیز واقعہ نہیں ہے۔ کہ آج علم انسانی خود اپنے ہی فعل و عمل اور تحقیق و تفتیش کے ذریعہ " علم الٰہی " اور " وحی الٰہی " کی تصدیق و تائید کر رہا ہے؟ فکرو فلسفے کی دنیا میں اس سے بڑھ کر عجیب و غریب واقعہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ انسان جس چیز کا انکار اپنی زبان سے کرتا ہے اسی کا اقرار و اثبات وہ اپنے فعل و عمل سے کر کے اپنے قول کی تکذیب خود ہی کرے؟ ظاہر ہے کہ یہ اپنے قول و فعل کا ایک زبردست تضاد ہے، جو خود عقلی (ریشنلٹی) کے اعتبار سے بھی صحیح نہیں ہے۔

ایک لمحۂ فکریہ :-

بہرحال مذکورہ بالا مباحث کے ملاحظہ سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس کائنات میں ایک اعلیٰ اور برتر ہستی ضرور موجود ہے جس کا علم ازلی ہے اور جس کی منصوبہ بندی کے تحت سارے واقعات ظہور پذیر ہو رہے ہیں؟ اور یہ روز جزا (قیامت) ایک اٹل اور ناقابل تردید صداقت ہے جس میں تمام انسانوں کو اکٹھا کر کے (یعنی دوبارہ زندہ کر کے) ان کے اعمال کی بازپرس کی جائے گی؟

" آنے والی چیز (قیامت) قریب آپہنچی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی اسے ظاہر کرنے والا نہیں ہے تو

کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو؟ اور ہنستے ہو، روتے نہیں؟ تم تو غفلت میں پڑے ہو۔ لہذا تم (غفلت کی نیند سے جاگ کر پوری سنجیدگی کے ساتھ) اللہ کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤ اور اسی کی بندگی کرو"۔ (نجم: ۵۷-۶۲)

نوٹ:- حیات ثانی پر سائنٹفک نقطۂ نظر سے مفصل بحث کے لئے راقم سطور کی حسب ذیل دو کتابیں دیکھنی چاہیئے۔

(۱) قرآن حکیم اور علم نباتات (۲) قرآن اور عالم طبیعی۔ کتاب ثانی کا انگریزی ایڈیشن شائع ہوگیا ہے۔ اردو اور عربی ایڈیشن زیر طبع ہیں۔ ان کتابوں کے ملنے کا پتہ حسب ذیل ہے:

فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ۔ نمبر ۸۲ دسواں مین، پہلا کراس بی ٹی ایم پہلا اسٹیج۔ نبگور نمبر ۲۹ (انڈیا)۔

%%%%%%%%%%%%%%%%%%%%%%%%%%%

جامعہ تعلیمات اسلامیہ فیصل آباد

(زیر سرپرستی مولانا عبدالرحیم اشرف ٹرسٹ)

میں

داخلے

مکمل دینی تعلیم کا آٹھ سالہ نصاب

دین ودنیا کی یکجائی اور اس کے پہلو بہ پہلو

بی اے تک جدید علوم کی تعلیم

اہم خصوصیات

★ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ (مدینہ یونیورسٹی) سے معادلہ
★ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے معادلہ
★ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی جانب سے جامعہ ہذا کی شہادۃ العالمیۃ ایم اے کے برابر تسلیم شدہ
★ حفظ وناظرہ کے لیے شعبہ حفظ
★ قیام، طعام اور تعلیم بلامعاوضہ
★ حسب استعداد وضرورت ماہوار وظائف

ہر قسم کی فرقہ واریت سے بالاتر، حقیقی اسلام کی تدریس و تبلیغ

مڈل ومیٹرک پاس اور دینی مدارس کے طلبہ کیلئے ثانویہ، عالیہ، عالمیہ اور شعبہ حفظ میں داخلہ جاری ہے

جامعہ تعلیمات اسلامیہ سرگودہا روڈ فیصل آباد فون نمبر ۷۴۲۲۳۱ - ۰۴۱